JIHĀT-UL-ISLĀM
Vol: 14, Issue: 02, January –June 2021

OPEN ACCESS
JIHĀT-UL-ISLĀM
pISSN: 1998-4472
eISSN: 2521-425X
www.jihat-ul-islam.com.pk

اسلام میں غرر کی ممانعت اور ورچوئل کرنسی

Prohibition of "Uncertainty" in Islam: the case of Virtual Currency

Muhammad Nouman Asghar*
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Thoughts &Civilization, UMT, Lahore.
Dr. A. Khalid Madni*
Associate Professor, Department of Islamic Thoughts &Civilization, UMT, Lahore.

Abstract

While Virtual Currency became people's new form of asset in recent times based on network that is distributed across a large number of computers, it is important to figure out whether it is Sharia compliant or not. Virtual Currency has various characteristics which traditional currency doesn't have such as its availability only in digital form on computers and mobile phones, hidden identity of buyer and seller during transactions, not issued by any central authority and not controlled by any government or state bank. This decentralized structure of Virtual Currency is completely new and different from other traditional currencies; hence it has to be examined under Islamic Sharia Law. "Gharar" means uncertainty is one of the sins which are prohibited in Islamic Law. The current paper presents the scholarly inquiry about Virtual Currency whether it is comprised of "Gharar" or not.

Keywords: *Virtual currency, decentralized, Traditional currency, Sharia compliant, Uncertainty*

کمپیوٹر ٹیکنالوجی میں جدت آجانے کے بعد جہاں زندگی کے اور بہت سے شعبے متاثر ہوئے وہیں معاشیات کے شعبے میں بھی نمایاں تبدیلی آئی اور تجارت ولین دین کے طریقہ کار بدل گئے ہیں۔ کچھ عرصہ پہلے تک تجارت، مالی معاملات اور ادائیگیاں صرف مادی کرنسی میں ہوا کرتی تھیں یعنی ایسی کرنسیاں جن کی با قاعدہ جسامت ہے اور جنہیں چھوا جاسکتا ہے جیسا کہ کاغذی نوٹ اور سکے لیکن ورچوئل کرنسی کی ایجاد کے بعد ایسا ہونا ضروری نہیں رہا، چنانچہ اب تجارتی ومالی معاملات اور ادائیگیاں کمپیوٹر یا موبائل فون پر ورچوئل کرنسی کے ذریعے کرنا نہ صرف ممکن ہوگیا ہے بلکہ عملی طور پر بہت سے ممالک میں اس طریقے سے کاروبار اور لین دین ہو رہا ہے۔

CC BY

ورچوئل کرنسی کا آغاز سن 2009 سے ہوتا ہے جب پہلی ورچوئل کرنسی بٹ کوائن کے نام سے بنائی گئی اور اب تک اس طرح کی 2000 سے زیادہ کرنسیاں وجود میں آچکی ہیں۔[1]

ورچوئل کرنسی کی حقیقت وماہیت

ورچوئل یا کرپٹو کرنسی چونکہ عصر حاضر کی ایک نئی ایجاد ہے اور بہت سے لوگ ابھی تک اس کی حقیقت وماہیت سے واقف نہیں، اس لیے پہلے ورچوئل کرنسی کی حقیقت و ماہیت کو سمجھنا ضروری ہے۔ مختلف تجارتی و اقتصادی اداروں نے اپنے اپنے طور پر ورچوئل کرنسی کی تعریف بیان کی ہے، چنانچہ یورپین بینکنگ اتھارٹی ورچوئل کرنسی کی تعریف یوں کرتی ہے:

"ورچوئل کرنسی کسی بھی قیمت کی ڈیجیٹل نمائندگی ہے جسے نہ تو مرکزی بینک اور حکومتی اتھارٹی جاری کرتی ہے اور نہ ہی لازمی طور پر یہ حکومتی کرنسی کے ساتھ منسلک ہوتی ہے، بلکہ اسے حقیقی یا قانونی افراد آلہ تبادلہ کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ایسی کرنسی کو الیکٹرونک طریقے سے منتقل اور محفوظ بھی کیا جاسکتا ہے اور اس کی تجارت بھی کی جاسکتی ہے۔"[2]

اور فنانشل ایکشن ٹاسک فورس (FATF) کے مطابق ورچوئل کرنسی کی تعریف اس طرح ہے:

"ورچوئل کرنسی کسی بھی قیمت کی ڈیجیٹل نمائندگی ہے جس کی ڈیجیٹل طریقے سے تجارت کی جاسکتی ہے۔یہ آلہ تبادلہ کے طور پر استعمال ہوتی ہے یا اکاؤنٹ کی ایک اکائی کے طور پر یا قدر کو محفوظ کرنے کے لیے، مگر یہ کسی بھی دائرہ اختیار میں قانونی ٹینڈر کی حیثیت نہیں رکھتی۔"[3]

اقتصادی ماہرین کی مذکورہ تعریفات کی روشنی میں ورچوئل کرنسی کی درج ذیل خصوصیات معلوم ہوئیں:

- یہ ایک ورچوئل کرنسی ہے جس کا وجود صرف ڈیجیٹل شکل میں کمپیوٹر اور موبائل فون پر ہے، اس سے باہر اس کا کوئی وجود نہیں۔
- اسے کوئی حکومت یا مرکزی بینک جاری نہیں کرتا، بلکہ اس کرنسی کو بنانے اور جاری کرنے والے کمپیوٹر کے ماہر پروگرامر ہوتے ہیں۔
- اس کرنسی کو حکومت، کوئی ریاستی ادارہ یا بینک کنٹرول نہیں کرتا، بلکہ نیٹ ورک پر موجود مختلف افراد اسے کنٹرول کرتے ہیں۔
- ورچوئل کرنسی کسی حکومتی کرنسی کے ساتھ منسلک نہیں ہوتی، یعنی ایسا نہیں ہے کہ اسے ڈالر، یورو، پاؤنڈ یا روپے وغیرہ کے ساتھ منسلک کیا گیا ہو اور ایسا بھی نہیں کہ حکومت ورچوئل کرنسی کے بدلے حکومتی کرنسی دینے کی پابند ہو۔ بلکہ یہ ایک آزاد اور خود مختار کرنسی ہے۔
- اس کرنسی کے ذریعے الیکٹرونک طریقے سے تجارت کی جاسکتی ہے اور یہ اشیاء کی خرید وفروخت کے لیے بطور آلہ تبادلہ بھی استعمال ہوتی ہے۔

ورچوئل کرنسی کی خاص بات یہ ہے کہ عام طور پر یہ بلاک چین ٹیکنالوجی کی مدد سے تخلیق کی جاتی ہے جس کا مقصد ٹرانزیکشن کی تصدیق اور ڈبل سپینڈنگ سے بچاؤ ہے یعنی اس ٹیکنالوجی کی مدد سے کرنسی کو اس طرح محفوظ بنایا جاتا ہے کہ ہر ٹرانزیکشن اور لین دین کا ریکارڈ بلاک کی صورت میں نیٹ ورک پر موجود تمام کمپیوٹرز میں محفوظ ہوتا رہتا ہے جسے نہ ختم کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی اس میں ردوبدل کیا جاسکتا ہے اور یہ ریکارڈ پبلک ہوتا ہے جسے نیٹ ورک پر ہر کوئی دیکھ سکتا ہے۔اسی وجہ سے ایک کوائن دومرتبہ استعمال نہیں ہوسکتا۔ بلاک چین ٹیکنالوجی عملی طور پر سب سے پہلے ستوشی ناکاموٹو نے متعارف کروائی جب اس نے سب سے پہلی ورچوئل کرنسی "بٹ کوائن" کی تخلیق میں اس ٹیکنالوجی کا استعمال کیا۔[4]

اس کرنسی کی دوسری خاص بات یہ ہے کہ اس میں آدمی کی شناخت عام طور مخفی رہتی ہے اور شناخت مخفی رکھنے کا یہ عمل کمپیوٹر کی ایک ٹیکنیک کرپٹو گرافی کے ذریعے سے ممکن ہوتا ہے۔ وہ اس طرح کہ کرنسی خریدنے اور بیچنے والے کو نیٹ ورک کی طرف سے ایک کوڈ دیا جاتا ہے جو ان کا پبلک ایڈریس ہوتا ہے بالکل ایسے ہی جیسے کسی کا بینک اکاؤنٹ نمبر ہو اور کرنسی وصول کرنے والا بھیجنے والے کو اپنا نام پتہ دینے کی بجائے کوڈ پر مشتمل صرف ایڈریس دیتا ہے اور کرنسی وصول کرلیتا ہے اور اس طرح ان کی شناخت مخفی رہتی ہے۔ کرپٹو گرافی ٹیکنیک استعمال کرنے کی وجہ سے اس کرنسی کو کرپٹو کرنسی بھی کہا جاتا ہے۔[5]

اسلام میں غرر کی ممانعت

اسلامی شریعت نے معاملات میں جن امور کو ناجائز قرار دیا ہے ان میں سے ایک غرر ہے۔ غرر کا لفظی معنی ہے دھوکہ دینا، خطرے میں ہونا یا اپنی جان ومال کو ہلاکت کے لیے پیش کرنا۔ فقہی اصطلاح میں جب غرر کا لفظ بولا جاتا ہے تو اس سے مراد ایسا معاملہ ہوتا ہے جس کا انجام معلوم نہ ہو۔[6] انگریزی زبان میں عام طور پر اس کے لیے **Uncertainty** کا لفظ بولا جاتا ہے۔

غرر کی تعریف فقہائے کرام نے مختلف الفاظ کے ساتھ کی ہے۔ امام سرخسی لکھتے ہیں:

> غرر وہ معاملہ ہے جس کا انجام پوشیدہ ہو۔[7]

علامہ کاسانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> غرر خطر پر مبنی ایسا معاملہ ہے جس میں اس معاملے کے وجود اور عدمِ وجود کی دونوں جہتیں برابر ہوں اور وہ شک کے مرتبے میں ہو۔[8]

علامہ قرافی مالکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> غرر کی حقیقت یہ ہے کہ ایسا معاملہ جس کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ یہ ہوگا یا نہیں جیسے پرندے کی ہوا میں یا مچھلی کی پانی میں بیع کرنا۔[9]

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عورتوں اور مادہ جانوروں کے حمل کو خریدنا بھی مخاطرہ اور غرر میں شامل ہے، کیونکہ معلوم نہیں کہ بچہ پیدا ہوگا بھی یا نہیں اور اگر پیدا ہوگا تو معلوم نہیں کہ خوبصورت ہوگا یا بد صورت، خلقت مکمل ہوگی یا ناقص، مذکر ہوگا یا مؤنث۔ ان تمام چیزوں سے قیمت میں فرق آتا ہے۔[10]

علامہ رملی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

غرر وہ معاملہ ہے جس میں دو پہلوؤں کا احتمال ہو اور ان میں سے احتمالِ غالب میں نقصان کا خوف زیادہ ہو۔[11]

ان تمام تعریفات کا خلاصہ یہی ہے کہ غرر سے مراد ایسا معاملہ ہے جو محتمل ہو اور اس کا انجام پوشیدہ ہو یعنی جس کے نتیجے اور انجام کے بارے علم نہ ہو کہ وہ وجود میں آئے گا یا نہیں۔ عام طور پر فقہاء اس کی مثال یہ بیان کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اڑتے ہوئے پرندے کو خریدلے یا سمندر و دریا میں موجود مچھلی کو خریدلے تو اس میں غرر پایا جاتا ہے، کیونکہ معلوم نہیں کہ بیچنے والا اس اڑتے ہوئے پرندے یا سمندر و دریا میں موجود مچھلی کو پکڑ بھی سکے گا یا نہیں اور پکڑ کر اس کے قبضے میں دے بھی سکے گا یا نہیں۔ گویا اس صورت میں یہ ایسا معاملہ ہو گیا کہ اس کا انجام مخفی اور مجہول ہے اور حتمی طور پر یہ معلوم نہیں کہ بیع مکمل ہو بھی سکے گی یا نہیں۔ اسی طرح جانور کے حمل کی خرید و فروخت بھی غرر کے زمرے میں آتی ہے یعنی اگر کوئی شخص کسی مادہ جانور کے پیٹ میں موجود بچے کو خریدلے تو یہ اس لیے ناجائز ہوگا کہ اس میں غرر پایا جاتا ہے، کیونکہ اس صورت میں مبیع کی حقیقت اور اس کا انجام مجہول ہے۔ اس لیے کہ معلوم نہیں بچہ پیدا ہوگا بھی یا نہیں اور اگر پیدا ہو جاتا ہے تو اس کی صفات مجہول ہیں یعنی وہ صحیح الخلقت ہوگا یا ناقص الخلقت، خوبصورت ہوگا یا بد صورت، مذکر ہوگا یا مؤنث یہ سب صفات معلوم نہ ہونے کی وجہ سے اور اس میں شکوک و شبہات پائے جانے کی وجہ سے یہ بیع الغرر کہلائے گی اور ناجائز ہوگی۔

علامہ رملی رحمہ اللہ کی بیان کردہ تعریف بہت عمدہ ہے کہ غرر وہ معاملہ ہے جس میں دو پہلوؤں کا احتمال ہو اور ان میں سے جو احتمال غالب ہو اسی میں نقصان کا خطرہ بھی زیادہ ہو یعنی دو میں سے ایک احتمال کے پائے جانے کا امکان زیادہ ہے اور جس احتمال کے پائے جانے کا امکان زیادہ ہے اسی میں نقصان کا خطرہ بھی زیادہ ہے۔ مثال کے طور پر ہوا میں اڑتے ہوئے پرندے کی بیع میں دو احتمال ہیں: ایک یہ کہ بائع پرندے کو پکڑ لے گا اور مبیع مشتری کے سپرد کر دے گا اور دوسرا احتمال یہ ہے کہ بائع پرندے کو پکڑ نہیں سکے گا اور جب پکڑ نہیں سکے گا تو مشتری کو سپرد نہیں کر سکے گا جس کی وجہ سے مشتری کا نقصان ہو جائے گا۔ اب اس صورت میں غالب احتمال دوسرا ہے کہ وہ اڑتے ہوئے پرندے کو پکڑ نہیں سکے گا اور اسی غالب احتمال والی صورت میں مشتری کا نقصان بھی ہے کہ ثمن دینے کے باوجود اسے مبیع یعنی پرندہ نہیں مل سکا۔ جبکہ پہلا احتمال یعنی پرندے کو پکڑ کر سپرد کر دینا غالب نہیں ہے اور اس میں مشتری کا نقصان بھی نہیں ہے۔

غرر کی تعریف میں فقہائے کرام نے زیادہ تر یہ الفاظ استعمال کیے ہیں کہ ایسا معاملہ جس کا انجام مجہول اور پوشیدہ ہو۔ اس حوالے سے یہ وضاحت ضروری ہے کہ ہر وہ معاملہ جس کے انجام کے بارے میں ہمیں علم نہ ہو غرر میں شامل نہیں ہے، بلکہ اس میں ایک بنیادی شرط یہ ملحوظ ہے کہ غرر اصل عقد کے اجزاء کے اندر پایا جائے اور اگر اصل عقد کے اجزاء میں نہیں تو ایسا غرر ممنوع نہیں ہوگا۔ مثلاً اگر دو یا زیادہ افراد مل کر شراکت پر کاروبار کرتے ہیں تو انہیں معلوم نہیں کہ نفع ہوگا یا نقصان اور اگر نفع ہوگا تو کتنا اور نقصان ہوا تو کتنا۔ اگر

دیکھا جائے تو اس صورت میں بھی معاملے کا انجام مخفی اور مجہول ہے لیکن چونکہ یہ جہالت اصل عقد کے اجزاء میں نہیں اس لیے یہ غرر ممنوع میں شامل نہیں ہے۔ جبکہ دریا میں موجود مچھلی کی بیع کی مثال میں غرر اور جہالت اصل عقد کے اجزاء یعنی مبیع میں پائی جارہی ہے کہ معلوم نہیں بائع اسے سپرد کرنے پر قادر ہو گا بھی یا نہیں۔ اس لیے ایسا غرر ممنوع ہو گا۔[12]

غرر اور جہالت میں فرق

معاملات میں جس طرح غرر ممنوع ہے اسی طرح جہالت کا پایا جانا بھی مضر ہے۔ بظاہر یہ دونوں ایک جیسے معلوم ہوتے ہیں لیکن علماء نے ان میں فرق کیا ہے۔ چنانچہ امام قرافی لکھتے ہیں کہ غرر کی اصل یہ ہے کہ اس کے بارے میں علم نہ ہو کہ حاصل ہو گا یا نہیں، جیسا کہ اڑتے ہوئے پرندے کی بیع یا دریا میں موجود مچھلی کی بیع کی جائے تو معلوم نہیں کہ مبیع حاصل ہو گا بھی یا نہیں۔ اس کے بالمقابل جہالت میں یہ علم ہوتا ہے کہ وہ حاصل ہو جائے گی مگر اس کی صفت مجہول ہوتی ہے جیسا کہ تھیلی میں موجود چیز کی بیع کی جائے تو اس صورت میں یہ تو معلوم ہے کہ تھیلی میں موجود چیز مل جائے گی لیکن اس کی صفت مجہول ہے یعنی یہ پتہ نہیں کہ اس میں گندم ہے یا چاول یا کچھ اور۔ غرر اور جہالت میں عموم و خصوص من وجہ کی نسبت ہے یعنی کہیں ایسا ہو گا کہ معاملے میں غرر اور جہالت دونوں جمع ہو جائیں گے، کبھی ایسا ہو گا کہ کسی معاملے میں غرر ہو گا مگر جہالت نہیں اور کبھی کسی معاملے میں جہالت ہو گی مگر غرر نہیں۔[13]

حدیث میں غرر کی ممانعت

حدیث کی تقریباً تمام کتابوں میں غرر کی ممانعت سے متعلق احادیث موجود ہیں جو بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں جن میں حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس، حضرت انس اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ چنانچہ صحیح مسلم کی حدیث ہے:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ:نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْحَصَاةِ وَعَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ))[14]

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع الحصاۃ اور بیع الغرر سے منع فرمایا ہے"

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ خطبہ دیتے ہوئے غرر سے متعلق حضور ﷺ کا یہ حکم نقل فرمایا:

((وَقَدْ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْمُضْطَرِّ وَبَيْعِ الْغَرَرِ وَبَيْعِ الثَّمَرَةِ قَبْلَ أَنْ تُدْرِكَ))[15]

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مضطر کی بیع، بیعِ غرر اور پکنے سے پہلے پھلوں کی بیع سے منع فرمایا۔"

امام ترمذی رحمہ اللہ نے غرر سے متعلق حدیث کو ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ اس حدیث پر تمام علماء کا عمل ہے کہ وہ غرر پر مبنی معاملے کو ناجائز قرار دیتے ہیں اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ دریا میں موجود مچھلی کی بیع، بھگوڑے غلام کی بیع اور اڑتے ہوئے پرندے کی بیع اور اس جیسے دیگر معاملات غرر میں شامل ہیں۔[16]

غرر کی اقسام

غرر کی عقد میں مؤثر ہونے اور نہ ہونے کے اعتبار سے دو اقسام ہیں: غرر مؤثر اور غرر غیر مؤثر

غرر مؤثر سے مراد یہ ہے کہ کسی معاملے میں ایسا غرر ہو کہ اس کی وجہ سے وہ معاملہ ناجائز اور ممنوع قرار پائے جبکہ غرر غیر مؤثر میں غرر تو پایا جاتا ہے لیکن وہ اس درجے کا نہیں ہوتا کہ اس کی وجہ سے وہ معاملہ ناجائز شمار ہو۔

غرر کے عقد میں مؤثر ہونے کے لیے چار شرائط ہیں جن کا فقہاء نے ذکر کیا ہے۔

پہلی شرط

غرر کے مؤثر ہونے کے لیے پہلی شرط یہ ہے کہ غرر کثیر ہو جسے غرر فاحش سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ اگر غرر قلیل درجے کا ہو تو وہ عقد میں مؤثر نہیں ہوا کرتا اور نہ ہی اس کی وجہ سے معاملے کی صحت پر کوئی اثر پڑتا ہے۔

امام قرافی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اگر بیع میں غرر اور جہالت پائی جائے تو وہ تین قسم کی ہو سکتی ہے: (1) یا تو غرر کثیر ہو گا اور ایسے غرر کی وجہ سے بیع ناجائز ہو جائے گی جیسا کہ اڑتے ہوئے پرندے کی بیع کرنا۔ (2) یا غرر قلیل درجے کا ہو گا اور ایسی صورت میں بیع جائز ہو گی اور اس کی صحت پر کوئی فرق نہیں پڑے گا جیسا کہ گھر کی بیع کرتے ہوئے اس کی بنیادوں میں اگرچہ غرر موجود ہے کہ وہ کتنی گہری اور کیسی ہیں لیکن یہ غرر قلیل درجے کا ہونے کی وجہ سے غیر معتبر ہے۔ اسی طرح جبے کی بیع کرتے ہوئے اس میں موجود روئی میں غرر ہے کہ وہ کتنی مقدار میں ہے لیکن یہ غرر بھی قلیل ہونے کی وجہ سے غیر معتبر ہے۔ (3) یا غرر متوسط درجے کا ہو گا۔ ایسے غرر کے بارے میں فقہاء نے اختلاف کیا ہے کہ اسے حکم کے اعتبار سے پہلی قسم میں شامل کیا جائے یا دوسری قسم میں۔[17]

علامہ ابنِ رشد فرماتے ہیں کہ فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ اگر مبیع میں کثیر درجے کا غرر پایا جائے تو وہ ناجائز ہے اور اگر قلیل درجے کا ہو تو وہ جائز ہے۔[18]

امام نووی رحمہ اللہ نے اس بات پر علماء کا اجماع نقل کیا ہے کہ اگر غرر قلیل درجے کا ہو تو اس سے معاملے کی صحت پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ مثال کے طور پر علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ روئی والے جبے کی بیع جائز ہے حالانکہ اس میں موجود روئی کی مقدار میں غرر ہے۔ اسی طرح کسی گھر یا دوکان کو قمری حساب سے ایک ماہ کے لیے کرائے پر دینا بھی جائز ہے حالانکہ یہاں مدت میں غرر ہے کہ معلوم نہیں مہینہ انتیس کا ہو گا یا تیس کا۔ اسی طرح حمام میں اجرت دے کر داخل ہونا بھی جائز ہے حالانکہ مدت اور وقت مجہول ہے کہ معلوم نہیں کتنی دیر حمام میں رہنا ہو۔ یہ سب مثالیں غرر قلیل کی ہیں جس کے جواز پر سب فقہاء متفق ہیں۔[19]

غرر کے قلیل وکثیر ہونے کا معیار

اب ایک سوال یہ باقی رہ جاتا ہے کہ غرر کے کثیر اور قلیل ہونے کا معیار کیا ہے اور یہ کیسے معلوم ہوگا کہ فلاں معاملے میں غرر کثیر ہے اور فلاں میں قلیل۔ اس بارے میں کوئی حتمی ضابطہ اور قاعدہ بیان کرنا اس لیے مشکل ہے کہ قلیل وکثیر کا معیار حالات ،زمانے اور علاقے کے بدلنے سے بدل جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض فقہاء نے غرر کی دو کی بجائے تین قسمیں بیان فرمائیں : قلیل، کثیر اور متوسط۔ البتہ بعض فقہاء نے قلیل وکثیر میں فرق کرنے کے لیے ضابطہ اور معیار بھی بیان فرمایا ہے۔

ایک معیار یہ بیان کیا گیا ہے کہ غرر کثیر وہ ہے جو عقد پر اس طرح غالب آجائے کہ وہ غرر اس عقد کی صفت کے طور پر بیان ہو۔ چنانچہ علامہ ابوالولید باجی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

> غرر کثیر وہ ہے جو عقد پر غالب آجائے اور عقد اسی کے ساتھ موصوف ہو۔اور غرر قلیل وہ ہے کہ تقریباً کوئی بھی عقد اس سے خالی نہ ہو۔

اس ضابطے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اگر کسی بھی معاملے میں غرر اس نوعیت کا ہو کہ عموماً معاملات میں اتنا غرر پایا جاتا ہو تو اسے قلیل کہا جائے گا اور ایسا غرر معاملات میں قابلِ برداشت ہوگا۔ البتہ اگر غرر ایسا ہے جو معاملات میں عام طور پر نہیں پایا جاتا اور وہ عقد پر اس طور پر غالب آجائے کہ اس عقد کو اسی کے ساتھ موصوف کیا جائے اور اس غرر کے ذکر کے بغیر عقد کا ذکر نہ ہو تو پھر اسے غرر کثیر کہا جائے گا اور اس بنا پر وہ معاملہ ناجائز کہلائے گا۔

ایک معیار علامہ دسوقی نے یہ بیان کیا ہے کہ ہر وہ غرر جس کے متعلق لوگ عام طور پر تسامح اور چشم پوشی سے کام لیتے ہوں اور اس کی وجہ سے کوئی نزاع کی صورت پیدا نہ ہو تو وہ قلیل ہوگا اور ہر ایسا غرر جس کے متعلق لوگ معاملات میں چشم پوشی نہ کرتے ہوں اور وہ عام طور باہمی نزاع کا سبب بن جاتا ہو تو وہ کثیر ہوگا۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں :

> غرر یسیر وہ ہے جس کے بارے میں لوگوں کی عادت چشم پوشی کی ہو۔

فقہاء نے غرر کثیر و قلیل کے درمیان فرق کرنے کے لیے جو معیار اور ضابطے مقرر کیے ہیں یہ کوئی حتمی نہیں ہیں کہ ہمیشہ انہی بنیادوں پر غرر کے کثیر یا قلیل ہونے کا فیصلہ کیا جائے گا اور نہ ہی ہر معاملے میں ان معیارات کی بنیاد پر فیصلہ کرنا آسان ہے۔ البتہ اتنا ضرور ہے کہ ان ضوابط اور معیارات کی روشنی میں غرر کے قلیل وکثیر ہونے سے متعلق درست نتیجے تک پہنچنا آسان ہو جاتا ہے۔علامہ دسوقی رحمہ اللہ نے غرر کے قلیل وکثیر کو ناپنے کا جو معیار مقرر کیا ہے وہ عملی طور پر زیادہ درست اور آسان معلوم ہوتا ہے۔ [20]

دوسری شرط

غرر کے مؤثر ہونے کی دوسری شرط یہ ہے کہ غرر عقد کے اندر اصالۃً پایا جاتا ہو، اگر ضمنی طور اور کسی کے تابع ہو کر پایا جائے تو وہ غرر مؤثر نہیں ہوگا۔ فقہ کا ایک مشہور ضابطہ ہے کہ جو چیز کسی معاملے میں ضمناً معاف ہوتی ہے وہ اصلاً معاف نہیں ہوا کرتی۔ اس ضابطے پر مبنی بہت سے شرعی مسائل ہیں جن کا فقہاء نے ذکر کیا ہے اور ان مسائل پر سب علماء متفق ہیں، مثلاً:

1۔درختوں پر موجود پھلوں کی پکنے سے پہلے بیع کرنا ناجائز ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے اور اس میں غرر اس طرح پایا جاتا ہے کہ معلوم نہیں پھل آئندہ پکیں گے یا اس سے پہلے ہی کوئی آفت وغیرہ آجانے کی وجہ سے ضائع ہو جائیں گے۔ البتہ اگر پھلوں کی بیع اصالۃً نہ کی جائے بلکہ اصلاً درختوں کی بیع کی جائے تو اس صورت میں پھل درخت کے تابع ہو کر عقد میں شامل ہو جائیں گے اور غرر ضمنی طور پر ہونے کی وجہ سے مؤثر نہیں ہو گا۔

2۔جانور کے پیٹ میں موجود حمل کی بیع جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں غرر ہے کہ معلوم نہیں بچہ صحیح ہو گا یا ناقص، زندہ ہو گا یا مردہ، مذکر ہو گا یا مؤنث۔ البتہ اگر حاملہ جانور کی بیع کی جائے تو اس کے پیٹ میں موجود بچہ اپنی ماں کے تابع ہو کر عقد میں شامل ہو جائے گا اور اس صورت میں غرر چونکہ ضمناً اور تابع ہو کر پایا جارہا ہے اس لیے یہ مؤثر نہیں ہو گا۔

3۔جانور کے تھنوں میں موجود دودھ کی بیع بھی ناجائز ہے یعنی کسی شخص کا یوں کہنا کہ تھنوں میں جتنا دودھ ہے وہ میں خریدتا ہوں ناجائز ہے۔ کیونکہ اس میں غرر اس طرح پایا جاتا ہے کہ معلوم نہیں دودھ کتنی مقدار میں نکلے اور اس کا معیار کیسا ہو۔ البتہ اگر اس دودھ والے جانور ہی کو خرید لیا جائے تو دودھ تابع ہو کر عقد میں شامل ہو جائے گا اور اس میں موجود غرر مؤثر نہیں رہے گا کیونکہ وہ ضمناً پایا گیا، اصالۃً نہیں۔[21]

تیسری شرط

غرر کے مؤثر ہونے کے لیے تیسری شرط یہ ہے کہ اس عقد کو کرنے کی کوئی واقعی ضرورت نہ ہو یعنی اگر وہ معاملہ نہ بھی کیا جائے تو اس سے کوئی فرق نہ پڑے۔ البتہ اگر اس عقد کی واقعی حاجت وضرورت ہو اور اس کے نہ ہونے سے ضرر لازم آرہا ہو تو ایسی صورت میں غرر مؤثر نہیں ہو گا اور اسے برداشت کر لیا جائے گا۔ اس کی بھی شریعت میں بہت سی مثالیں موجود ہیں جن میں سے چند کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

1۔خیارِ شرط باوجود غرر کے پائے جانے کے جائز ہے۔ خیار شرط کا مطلب ہے کہ خریدار اپنے پاس یہ اختیار رکھتا ہے کہ میں اگر چیز واپس کرنا چاہوں تو کر سکتا ہوں اور یہ صورت غرر کی اس طرح ہے کہ معلوم نہیں یہ بیع مکمل ہو بھی سکے گی یا نہیں۔ لیکن قیاس کے برخلاف خیار شرط رکھنا ضرورت کی وجہ سے جائز ہے اور یہ نص سے ثابت ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ حضرت حبان بن منقذ رضی اللہ عنہ معاملات میں اکثر دھوکہ کھاجایا کرتے تھے۔ ان کے گھر والوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے ان صحابی سے فرمایا کہ تم جب بھی معاملہ کرو تو یہ کہہ دیا کرو کہ دھوکہ نہ دیا جائے اور یہ کہ تمہیں ہر سودے میں تین دن کا اختیار ہو گا۔ چونکہ معاملات میں خیار شرط کی حاجت وضرورت ہوا کرتی ہے اس لیے اس میں موجود غرر مؤثر نہیں ہو گا اور اسے برداشت کر لیا جائے گا۔

2۔ بیع سلم بھی باوجود غرر کے پائے جانے کے جائز ہے۔ بیع سلم کہتے ہیں جس میں ثمن فوری ادا کر دیا جائے اور مبیع ادھار ہو۔ اس میں غرر اس طرح پایا جاتا ہے کہ اس میں مبیع فی الحال معدوم ہے اور قیاس کے مطابق معدوم کی بیع جائز نہیں۔ لیکن بیع سلم کی حاجت و ضرورت کی وجہ سے اس کو جائز قرار دیا گیا، چنانچہ یہ جواز حدیث سے ثابت ہے۔

3۔ جعالہ کا معاملہ بھی غرر پائے جانے کے باوجود اکثر فقہاء کے نزدیک جائز ہے۔ جعالہ کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص کسی متعین یا مجہول عمل کے بدلے مخصوص انعام دینے کا وعدہ کرے۔ اس صورت میں عمل مجہول ہونے کی وجہ سے بیع ناجائز ہونی چاہیے کیونکہ یہ غرر کی صورت ہے، لیکن سوائے احناف کے اکثر فقہاء اسے ضرورت کی وجہ سے جائز قرار دیتے ہیں۔[22]

چوتھی شرط

مالکیہ نے غرر کے مؤثر ہونے کے لیے چوتھی شرط یہ بھی لگائی ہے کہ غرر مالی معاملات میں پایا جائے جیسا کہ بیع، اجارہ، شرکت اور مضاربت وغیرہ۔ چنانچہ اگر غرر عقود تبرع جیسا کہ ہبہ یا وصیت وغیرہ میں پایا جائے تو وہ مؤثر نہیں ہوگا اور ایسا معاملہ جائز ہوگا۔ البتہ ایسے معاملات جو محض عقود مالیہ میں سے بھی نہیں اور محض عقود تبرع میں سے بھی نہیں جیسا کہ نکاح تو ان میں مالکیہ کے ہاں غرر فاحش تو جائز نہیں، ہاں غرر قلیل جائز ہے۔[23]

غرر کے اسباب

وہ کونسی وجوہات ہیں جس کی وجہ سے کسی معاملے میں غرر متحقق ہوتا ہے اور اس کے اسباب کیا ہیں۔ مختلف فقہائے کرام نے اسباب کے اعتبار سے غرر کی کم و بیش اقسام بیان کی ہیں۔ ڈاکٹر اعجاز احمد صمدانی نے غرر سے متعلق اپنے مقالے میں ان اقسام کا تفصیل سے ذکر کیا ہے اور جس تقسیم کو راجح قرار دیا ہے وہ یہ ہے کہ معاملات میں غرر بنیادی طور پر تین وجہ سے ہو سکتا ہے:

1. جہالت کی وجہ سے غرر

پھر جہالت کی بنیادی طور پر چار اقسام بنتی ہیں:

- عقد میں جہالت ہو
- مبیع میں جہالت ہو
- ثمن میں جہالت ہو
- مدت میں جہالت ہو

2. مبیع کو سپرد کرنے پر قادر نہ ہونے کی وجہ سے غرر
3. مبیع کے مبنی بر خطر ہونے کی وجہ سے غرر[24]

اس تقسیم سے معلوم ہوا کہ غرر کا ایک سبب جہالت کا پایا جانا ہے اور یہ جہالت کئی طرح سے ہو سکتی ہے۔ کبھی اصل عقد ہی میں جہالت ہوگی، کبھی مبیع میں ہوگی، کبھی ثمن میں اور کبھی مدت میں۔

اگر بائع مبیع کو سپرد کرنے پر قادر نہیں تو یہ بھی غرر کی صورت ہے اور ناجائز ہے جیسا کہ اڑتے ہوئے پرندے کی بیع کر دینا یا دریا میں موجود مچھلی کی بیع کر دینا۔

مبیع کے مبنی بر خطر ہونے کی وجہ سے غرر کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں جن میں سے تین زیادہ اہم ہیں۔ ایک معدوم کی بیع کرنا، دوسرا غیر مملوک کی بیع کرنا یعنی جس چیز کا انسان مالک ہی نہیں اسے بیچ دینا اور تیسرا بیع قبل القبض یعنی جو چیز ابھی تک قبضے میں نہیں آئی اسے آگے بیچ دینا۔ یہ تمام صورتیں غرر کی ہیں جو معاملات میں ناجائز ہیں۔

ورچوئل کرنسی میں غرر

اگر ہم ورچوئل کرنسی کا جائزہ لیں تو اس میں ہمیں کئی طرح سے غرر نظر آتا ہے۔ اگر اس کی جزئیات میں فرداً فرداً غور کیا جائے تو بعض امور کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ وہ غرر یسیر ہو جس سے معاملے کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا، لیکن اگر ان جزئیات کو ملا کر بحیثیتِ مجموعی ورچوئل کرنسی کو دیکھا جائے تو وہ بڑی حد تک غرر فاحش کی صورت بنتی ہے جسے معاملات میں برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ اب ہم تھوڑی تفصیل سے اس بات کا جائزہ لیتے ہیں کہ ورچوئل کرنسی میں غرر کیونکر ہے۔

ورچوئل کرنسی میں غرر ایک تو جہالت کی وجہ سے ہے کہ اس کرنسی کے ساتھ لین دین کرنے والوں کو اکثر اوقات یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کرنسی کو جاری کس نے کیا ہے، کہاں کیا ہے اور کس طرح کیا ہے، اس کی پروٹوکول میں کیا شرائط و ضوابط مقرر کیے گئے ہیں، یہ کرنسی کس طرح وجود میں آتی ہے اور اس کے کوائن سر کولیشن میں کس طرح سے آتے ہیں یعنی ورچوئل کرنسی کے مصدر، مبدا اور تخلیق کے بارے میں ایک عام آدمی کو بالکل معلومات نہیں ہوتیں اور اس لحاظ سے اس میں جہالت پائی جاتی ہے۔ ہاں یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ ورچوئل کرنسی کے ڈویلپرز کو ان تفصیلات کا علم ہوتا ہے یا ان لوگوں کو جو کمپیوٹر کا ٹیکنکل علم رکھتے ہوں اور پھر انہوں نے کسی خاص کرنسی کے بارے میں مکمل ریسرچ بھی کی ہو، وگرنہ بغیر ریسرچ کے ایک کمپیوٹر کا ماہر بھی ورچوئل کرنسی کی حقیقت سے واقف نہیں ہو سکتا۔

یہاں پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ عام آدمی کی ورچوئل کرنسی سے عدمِ واقفیت یا اس کا کرنسی کی تخلیق اور حقیقت سے آگاہ نہ ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ اس میں غرر ہے کیونکہ یہ جہالت اور غرر معمولی درجے کا ہے اور مفضی الی النزاع نہیں۔ اس کے جواب میں یہ کہا جائے گا کہ اگر بات صرف اس حد تک ہوتی کہ عام آدمی اس کرنسی کی حقیقت و ماہیت سے آگاہ نہیں تب تو یہ جہالت قابل برداشت تھی، لیکن عملی طور پر ورچوئل کرنسی میں بہت سے ایسے مسائل ہیں جو اسے قابل اعتراض اور مفضی الی النزاع بناتے ہیں جن میں سے چند ایک کا ہم ذکر کرتے ہیں:

1۔ بہت سی ورچوئل کرنسیوں کا آغاز ICO سے ہوتا ہے یعنی ایک کمیونٹی آن لائن یہ آفر دیتی ہے کہ ہم نے ایک نئی کرنسی کا آغاز کیا ہے جس کے بہت سے فوائد ہیں، لہٰذا آپ ہمارے کوائن خریدیں۔ اب عام لوگ اور انویسٹرز اس کرنسی کے کوائن بہت معمولی قیمت پر اس لیے خرید لیتے ہیں کہ مستقبل میں جب کرنسی کی قیمت بڑھے گی تو انہیں منافع ہو گا، لیکن ایسا عین ممکن ہے کہ یہ سب فراڈ ہو اور لوگوں سے پیسہ بٹورنے کے لیے ایک کھیل کھیلا گیا ہو۔ چونکہ ورچوئل کرنسی میں سب کچھ آن لائن ہوتا ہے اور درمیان میں کوئی

بینک یا ادارہ ضامن نہیں ہوتا اس لیے بہت سے لوگ دھوکہ دینے اور مال اکٹھا کرنے کے لیے جعلی کرنسی جاری کر دیتے ہیں اور پیسہ وصول کر کے غائب ہو جاتے ہیں۔اب ظاہر ہے کہ اگر کرنسی کی شروعات میں ہی اس قسم کا خطرہ ہو اور کوئی ضمانت دینے والا بھی نہ ہو اور پھر یہ سب معاملات آن لائن ہوں کہ کسی کو پکڑا بھی نہ جاسکے تو یہ غرر اور دھوکے کی صورت بنتی ہے۔

2۔ورچوئل کرنسی میں ہیکنگ کا خطرہ بھی ہر وقت موجود ہے اور ماضی میں اس طرح کے واقعات ہو چکے ہیں کہ کسی ہیکر نے نیٹ ورک پر حملہ کر کے بہت سے کوائن کو چوری کر لیا اور لوگوں کا کروڑوں اربوں کا نقصان ہو گیا۔ اب اگر ورچوئل کرنسی کی چوری ہو جائے یا کوئی گروپ نیٹ ورک پر سائبر حملہ کر کے اسے نقصان پہنچادے اور لوگوں کا مال ضائع ہو جائے تو ورچوئل کرنسی کی ساخت ایسی ہے کہ متاثرہ افراد اس کی شکایت کہیں بھی نہیں کر سکتے اور نہ ہی کوئی ادارہ اس نقصان کا ازالہ کرنے کو تیار ہوتا ہے۔ یہ صورت بھی مبنی بر خطر ہونے کی وجہ سے غرر میں داخل ہے۔

3۔ورچوئل کرنسی کے آغاز میں اس کی جو شرائط و ضوابط پروٹوکول میں طے کی جاتی ہیں اس حوالے سے کوئی گارنٹی نہیں کہ وہ ہمیشہ یہی رہیں گی، بلکہ عملی طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ بہت سی کرنسیوں نے وقت کے ساتھ ساتھ اپنی پروٹوکول بدل دی۔کچھ کرنسیاں ایسی ہیں کہ ان میں پروٹوکول اس طرح سے تبدیل کی گئی کہ وہ دو مختلف کرنسیاں بن گئیں جنہیں فورک کہا جاتا ہے جیسا کہ بٹ کوائن کے بہت سے فورک منظر عام آچکے ہیں جن میں بٹ کوائن کیش اور بٹ کوائن SV نمایاں ہیں۔اور کچھ کرنسیاں ایسی ہیں کہ ان میں فورک تو نہیں ہوا لیکن ان کے کام کرنے کے طریقہ کار یا ان کی سپلائی کے ضوابط کو بدل دیا گیا جس سے اس کرنسی کی ہیئت اور قیمت میں فرق آجانا عین ممکن ہے۔ ورچوئل کرنسی میں پروٹوکول کا اس طرح کسی وقت بھی تبدیل ہو جانا غرر ہی کی ایک صورت ہے۔

قیمت کے لحاظ سے غرر

ورچوئل کرنسی میں قیمت کے لحاظ سے بھی غرر ہے۔ وہ اس طرح کہ اس کرنسی میں استحکام نہیں اور اتار چڑھاؤ بہت کثرت سے ہوتا ہے۔ چنانچہ ماضی میں یہ مشاہدہ کئی مرتبہ کیا جاچکا ہے کہ ورچوئل کرنسی کی قیمت ایک دم سے بہت اوپر چلی گئی اور پھر ایک دم سے بہت نیچے گر گئی۔ عام طور پر جب کوئی ورچوئل کرنسی تخلیق کی جاتی ہے تو اس کی ویلیو بہت ہی معمولی اور نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے لیکن لوگوں کے تعامل کی وجہ سے اس کی ویلیو میں اضافہ ہو جاتا ہے پھر اس کی قیمت طلب و رسد کی بنیاد پر ہی طے ہوتی ہے۔ چونکہ کرنسی کی پشت پر کوئی قابل اعتماد ریاستی ادارہ نہیں ہوتا اسی وجہ سے کرنسی کی قیمت بہت زیادہ اتار چڑھاؤ کا شکار رہتی ہے اور اس بات کی کوئی گارنٹی نہیں دی جاسکتی کہ اس کی قیمت میں استحکام رہے گا۔اگر قیمت میں اتار چڑھاؤ معمولی نوعیت کا ہو تو کہا جاسکتا ہے کہ یہ تو کاغذی کرنسی میں بھی ہوتا ہے اور اس سے تو غرر لازم نہیں آتا، لیکن واقعی صورت حال یہ ہے کہ ورچوئل کرنسی کی قیمت میں اتار چڑھاؤ معمولی نہیں بلکہ زبردست نوعیت کا ہوتا ہے اور دیکھا گیا ہے کہ کرنسی کی قیمت آدھی سے بھی زیادہ گر جاتی ہے اور لوگوں کا ایک دم سے زبردست قسم کا نقصان ہو جاتا ہے۔ یہ صورت بہرحال غرر کی بنتی ہے اور جس طرح قمار میں غرر پایا جاتا ہے کہ مال خطرے میں رہتا ہے اسی طرح کا غرر یہاں بھی موجود ہے کہ ہر شخص کا مال خطرے میں ہے اور معلوم نہیں کہ اس کا انجام کیا ہو۔ بہت زیادہ فائدہ بھی ہو سکتا ہے اور بہت زیادہ نقصان بھی۔

غرر کے مؤثر ہونے کی شرائط اور ورچوئل کرنسی

فقہاء نے غرر کے مؤثر ہونے کے لیے جو شرائط مقرر کی ہیں اگر غور کیا جائے تو وہ سب ورچوئل کرنسی میں پائی جارہی ہیں:

پہلی شرط یہ تھی کہ غرر فاحش ہو، معمولی درجے کا نہ ہو۔ اوپر بیان کردہ تفصیل سے یہ معلوم ہو گیا کہ یہاں غرر معمولی درجے کا نہیں ہے کہ جسے نظرانداز کردیا جائے، بلکہ غرر فاحش ہے جس کی وجہ سے لوگوں کے اموال کا بہت زیادہ نقصان ہوتا ہے اور ماضی میں کئی مرتبہ ہو بھی چکا ہے۔ اس نقصان کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اس کرنسی کی پشت پر کوئی ضمانت دینے والا قابل اعتماد ادارہ نہیں اور نہ ہی ریاست اس کی ضمانت دیتی ہے، اسی وجہ سے یہ کرنسی جوئے کی شکل اختیار کرجاتی ہے جس کے انجام کے بارے میں کسی کو علم نہیں کہ مستقبل میں بہت زیادہ فائدہ دیتی ہے یا اس کی وجہ سے بہت نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔

دوسری شرط یہ تھی کہ غرر عقد کے اندر اصالۃً پایا جاتا ہو، ضمناً نہیں۔ اگر ورچوئل کرنسی کو دیکھا جائے تو اس میں غرر اصالۃً ہے اور ابتداء سے انتہاء تک پایا جاتا ہے یعنی کرنسی کی تخلیق سے لے کر اس کے ساتھ تعامل کرنے تک کئی مرحلوں پر غرر موجود ہے۔ کہیں جہالت کی وجہ سے غرر ہے اور کہیں مبنی بر خطر ہونے کی وجہ سے۔

تیسری شرط یہ تھی کہ اس عقد کو کرنے کی کوئی واقعی ضرورت نہ ہو۔ اگر ورچوئل کرنسی کی بات کی جائے تو اس کے ساتھ تعامل کرنے کی کوئی واقعی ضرورت نہیں ہے، بلکہ اس کے بغیر بھی ہر قسم کے معاملات کیے جاسکتے ہیں۔ اگر ورچوئل کرنسی پوری دنیا سے ختم ہو جائے اور اس کا نام ونشان بھی باقی نہ رہے تو بھی دنیا کے تمام مالی معاملات بڑی آسانی سے ہوں گے اور ورچوئل کرنسی کے نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ بلکہ اگر دیکھا جائے تو اس وقت بھی دنیا کے سارے معاملات ورچوئل کرنسی کے بغیر ہی ہو رہے ہیں اور یہ صرف ایک مخصوص قسم کی کمیونٹی ہے جو ورچوئل کرنسی کے ساتھ لین دین میں دلچسپی رکھتی ہے۔

چوتھی شرط یہ تھی کہ غرر مالی معاملات میں پایا جائے اور ظاہر ہے کہ ورچوئل کرنسی بھی مالی معاملات سے تعلق رکھتی ہے اور مالی معاملات میں غرر فاحش کسی بھی فقیہ نے جائز قرار نہیں دیا۔

References

[1] https://coinmarketcap.com

[2] Scholars, *EBA opinion on Virtual Currencies*, (European Banking Authority, July 2014). Page 11

[3] Marek Dabrowski & Lukasz Janikowski, *Virtual Currencies and central banks monetary policy: challenges ahead*, (European parliament, July 2018). page 7

[4] Satoshi Nakamoto, *Bitcoin: A peer-to-peer Electronic Cash System*, 2008

[5]https://www.investopedia.com/terms/p/public-key.asp

[6]۔ لجنۃ العلماء، الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ، (الکویت، وزارۃ الأوقاف، 1427ھ). ج31، ص149

Scholars, *Al-Mawsū ´at al-Fiqhiyyah al- Kuwaītiyyah*,(Kuwaīt, wazārat-al-aūwqāf, 1427) Vol. 31, P.149

7ـ السرخسی، محمد بن احمد، المبسوط، (بیروت، دارالمعرفۃ، 1993). ج12، ص194

Al-Sarakhsī, Muḥammad bin Aḥmad, *Al-Mabsūt*, (Beīrūt, Dār-al-Ma´rifah, 1993). Vol. 12, P.194

8ـ الکاسانی، ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، (بیروت، دارالکتب اللعلمیۃ، 1983). ج5، ص163

Al-Kāsānī, Abū bakr bin Mas´ūd, *Badāe´-al-Ṣanāe´ fi tartīb al-Sharāe´,* (Beīrūt, Dār al-kutub al-ilmiyyah, 1983). Vol. 5, P. 163

9ـ لجنۃ العلماء، الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ: ج31، ص149

Scholars, *Al-Mawsū ´at al-Fiqhiyyah al- Kuwaītiyyah*. Vol. 31, P. 149

10ـ مالک بن انس، الموطا، (بیروت، داراحیاء التراث العربی، 1985). ج2، ص664

Mālik bin Anas, *Al-Muwattā*, (Beīrūt, Dār iḥyā al- turāth al-´arabī, 1985). Vol. 2, P. 664

11ـ الرملی، شمس الدین محمد، نھایۃ المحتاج الی شرح المنھاج، (بیروت، دارالفکر، 1984). ج3، ص405

Al-Ramalī, Shams-ud-dīn Muḥammad, *Nihāyat al-Muḥtāj ilā sharḥ al-mihāj*, (Beīrūt, Dār al-Fikar, 1984). Vol. 3, P 405

12ـ صمدانی، ڈاکٹر اعجاز احمد، غرر کی صورتیں، (کراچی، مکتبہ معارف القرآن، 2009) ص31

Ṣamdānī, Dr. E´jāz Aḥmad, *Gharar kī Sūratāin*, (Karāchī, Maktabah Ma´arif al-Qurān, 2009). P. 31

13ـ لجنۃ العلماء، الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ: 149/31

Scholars, *Al-Mawsū ´at al-Fiqhiyyah al-Kuwaytiyyah*. Vol. 31, P. 149

14ـ مسلم بن حجاج، المسند الصحیح المختصر، (بیروت، داراحیاء التراث العربی) رقم الحدیث: 1513

Mislim bin Ḥajjāj, *Al-Musnad al-Ṣaḥīḥ al-Mukhtaṣar*, (Beīrūt, Dār iḥyā al-turāth al-´arabī). Hadith No. 1513

15ـ ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، السنن، (بیروت، دارالرسالۃ العالمیۃ، 2009) رقم الحدیث: 3382

Abū Daūd, Sulāimān bin Ash´ath, *Al-Sunan,* (Beīrūt, Dār al-Risālah al-´ālamiyyah, 2009). Hadith No. 3382

16ـ الترمذی، محمد بن عیسیٰ، السنن، (بیروت، دارالغرب الاسلامی، 1998) رقم الحدیث: 1230

Al-Tirmizi, Muḥammad bin ´īsā, *Al-Sunan,* (Beīrūt, Dār al-gharb al-islāmī, 1998). Hadith No. 1230

[17]۔القرافی،احمد بن ادریس،الفروق،(بیروت،عالم الکتب)ج3،ص265

Al-Qarāfī, Aḥmad bin idrīs, *Al-furūq,* (Beīrūt, ´ālam al-kutub). Vol. 3, P. 265

[18]۔ابن رشد، محمد بن احمد، بدایۃ المجتھد ونھایۃ المقتصد،(القاھرۃ،دارالحدیث،2004).ج3،ص173

Ibn Rushd, Muḥammad bin Aḥmad, *Bidāyat al-mujtahid wa nihāyat al-muqtaṣid*, (Cairo, Dār al-hadith, 2004). Vol. 3, P. 173

[19]۔لجنۃ العلماء،الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ،ج31،ص151

Scholars, *Al-Mawsū´at al-Fiqhiyyah al-Kuwaītiyyah*. Vol. 31, P. 151

[20]۔صمدانی،ڈاکٹر اعجاز احمد، غرر کی صورتیں:50

Ṣamdānī, Dr. E´jāz Aḥmad, *Gharar kī Sūratāin*, P. 50

[21]۔لجنۃ العلماء،الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ،ج31،ص151

Scholars, *Al-Mawsū´at al-Fiqhiyyah al-Kuwaītiyyah*. Vol. 31, P. 151

[22]۔لجنۃ العلماء.ج31،ص153

Scholars, Vol. 31, P. 153

[23]۔صمدانی،ڈاکٹر اعجاز احمد، غرر کی صورتیں، ص56

Ṣamdānī, Dr. E´jāz Aḥmad, *Gharar kī Sūratāin*, P. 56

[24]۔صمدانی.ص64

Ṣamdānī, P. 64